غلام مصطفےٰ قاسمی

اجتماعیّت شاہ ولی اللہؒ کی نظر میں

۳

ایک شبہ کا ازالہ مذکورہ تحقیق سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ اگر معاشرہ اور اجتماع کا کوئی فرد کسی مادّی چیز یا مال کو کسب حلال کے ذریعہ حاصل کرتا ہے تو اس میں وہ تصرف کا حق نہیں رکھتا - یہ بات نہیں ہے جو شخص اپنی محنت اور کسب سے کچھ حاصل کرتا ہے اس میں وہ تصرف کا بھی حق رکھتا ہے کیونکہ قبض سے ظاہری طور پر ملک پیدا ہوتی ہے مگر اس میں تصرف کے لئے یہ شرط لگائی گئی ہے کہ اس میں اجتماعی حقوق کی مخالفت نہ ہو ورنہ اس سے ضرور باز پرس ہوگی، کیونکہ اس سے نیابت کے فرائض میں کوتاہی و تقصیر لازم آئے گی، اس سے ارتکاز کی لعنت پیدا ہوگی اور آہستہ آہستہ ایک مخصوص طبقے کے ہاتھ میں دولت سمٹ کر آجائے گی اور دولت کی صحیح تقسیم نہ ہوگی عوام کے مساویانہ حقوق ختم ہوجائیں گے اس سے صرف چند خاندانوں کو عیش وعشرت کا ساز وسامان فراہم ہوگا ایسے معاشرہ کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تالیفات بُدُور بازغہ حجۃ اللہ البالغہ، تفہیماتِ الٰہیہ اور خیر کثیر سے اردو میں کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں، مزید تفصیل کے لئے اصل کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں :

زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے، باشندگان ملک کی حیثیت مسافر خانہ میں ٹھیرنے والوں کی ہے۔ وہ نظام زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کے عیش وعشرت کی وجہ سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد ختم کر کے عوام کو مساویانہ نظام زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ فراہم کیا جائے۔ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے، جب تک کوئی شخص ملک و قوم کے لئے کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ قوم کا عیش پسند طبقہ قوم کے لئے بھاری بوجھ بن جاتا ہے۔ محنت کشوں کی کمائی پر نہ کمانے والوں کا قبضہ انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ جو معاشرہ اپنے عوام کی بنیادی ضرورتوں کا کفیل نہ ہو اس کا برباد ہونا ہی بہتر ہے۔ قوم کے بڑے لوگوں کا دنیوی لذتوں میں انہماک سماج کے لئے مہلک مرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ طبقہ واریت اسلام کی رُوح کے خلاف ہے۔ انسانی فرد کی تین بنیادی ضرورتوں خوراک، لباس، مکان کا سب سے پہلے پُورا ہونا ضروری ہے۔ جس معاشرہ میں لوگوں کے لئے کھانے پینے کا پُورا بندوبست نہ ہو اس کے افراد کی اخلاقی حالت گر جاتی ہے اور ان کی دماغی اور ذہنی کیفیت پست ہو جاتی ہے۔ اعتدال پسندی اور متوسط رفاہیت معاشرہ کے لئے اہم چیز ہے۔ ہر شخص کے لئے رہنے کی جگہ ایسی ہونی چاہیئے جس میں سردی اور گرمی سے بچاؤ اور خاندان کے افراد و اسباب کی حفاظت ہو، اس کا طول و عرض کشادہ، فضا وسیع اور اونچائی متوسط ہو اور یہ اسے آسانی سے میسر ہو۔ انسان کا کمال اور خوبی اس میں ہے کہ وہ ارتفاقات (معاشرہ کی ترقی کے اصول) پر چلے اور اقترابات (روحانی ترقی کے اصول) سے فائدہ اٹھائے۔"

قرآن کا فکر شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی مذکورہ حکیمانہ تعلیم اور فکر اصل میں قرآن مقدس کی مقدس تعلیم کا نچوڑ ہے۔ یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ قرآن حکیم اِنسانیت کے لئے

ایک ایسا جامع فکر پیش کرتا ہے جس سے انسان کو معاشی مصائب سے رہائی مل جاتی ہے اور اس کے ساتھ خدا پرستی کی راہ بھی کھل جاتی ہے اور اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتے ہیں۔ اسلامی اجتماعیت اور مادّی اشتراکیت میں یہی ایک حدّ فاصل ہے کہ مادّی اشتراکیت، انسانیت کے لئے صرف ایک مادی ضرورت کو پورا کرتی ہے لیکن اسلامی اجتماعیت انسان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح و بہبود کا پیغام ساتھ لاتی ہے۔ قرآن حکیم کے اس فکر کے متعلق راقم کے استاد حضرت علامہ عبیداللہ سندھیؒ کا یہ وضاحتی اشارہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"قرآن حکیم انسانیت کی ترقی کے لئے ایک ایسا صالح فکر پیش کرتا ہے جس میں انسانیت کے سب پہلو آجاتے ہیں، اس کے ذریعے انسانی سوسائٹی کی معاشی اصلاح بھی ہوتی ہے اور معادی (آخرت کی) تیاری بھی۔ اس فکر کو ماننے والی جماعت دنیا میں سربلند ہوکر انسانی سوسائٹی میں عدل قائم کرتی ہے۔ وہ غریبوں اور بے کسوں کی ہر قسم کی انسانی ضرورتیں پوری کرنے کا ذمہ لیتی ہے اور انھیں تمام معاشی مصیبتوں سے بچاتی ہے تاکہ انسان کا خدا تک پہنچنے کا راستہ آسان ہوجائے۔
اس انصاف اور خدا پرستی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں اس کا راستہ صاف ہوجاتا ہے اور اس کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ یہ جماعت اپنی ذمہ داری اس لئے اپنے سر لیتی ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ انسانیت کی یہ خدمت خدا پرستی کا جزو ہے اور خدا پرستی کا لازمی نتیجہ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس خدمت کا بدلہ دنیا کے مال و دولت یا عزت کی شکل میں لینا اپنے لئے ضروری نہیں سمجھتی۔
اب اگر کوئی سرمایہ پرست جماعت اس سرمایہ شکن فکر کو اپنے سرمایہ پرستانہ فائدوں کے خلاف پاکر اس فکر کو فنا کرنے کی کوشش کے لئے اٹھے تو سرمایہ شکن قرآنی جماعت کی اصطلاح میں اسے کافر کہا جاتا ہے اور یہ

قرآنی جماعت اپنا فرض سمجھتی ہے کہ کافر گروہ کے ہاتھ سے طاقت چھین کر اسے اتنا کمزور کردے کہ وہ سر نہ اٹھا سکے۔ قرآن حکیم کافروں سے جنگ اس لئے ضروری قرار نہیں دیتا کہ وہ اس کے فکر کو نہیں مانتے بلکہ صرف اس لئے کہ وہ طاقت پیدا کرکے لوگوں کو انسانیت کے راستے پر چلنے سے نہ روکیں، جس کی دعوت قرآن دیتا ہے اور اپنے راستے پر چلنے کے لئے کسی کو مجبور نہ کرسکیں"۔ [۱]

معاشرہ کا ہر فرد محنت کرکے کھائے

اسلام کے بتائے ہوئے صالح معاشرہ کے ہر فرد کے لئے ہاتھ کی کمائی سے کھانا اور محنت و مزدوری سے اپنی ضروریات زندگی کو حاصل کرنا اشد ضروری ہے۔ اگر کچھ افراد ہاتھ کی کمائی اور محنت و مزدوری کو چھوڑ کر دوسروں کی کمائی پر نظر جما کر بیٹھ جائیں تو ایسا معاشرہ صالح نہیں کہلاتا، اور جس حکومت کی بنیاد ایسے ناقص معاشرہ پر ہوگی تو ایسی حکومت بھی ایک نہ ایک دن تباہ و برباد ہو کر رہے گی اور مفت خور بھی اپنا برا انجام دیکھیں گے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس کی صراحت کرتے ہوئے اپنی مشہور عالم تالیف حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

"اور اس دور میں حکومتوں کی بربادی کا غالب سبب ۲ دو باتیں ہیں: پہلی بات تو یہ ہے کہ بیت المال (خزانے) پر (مفت خوروں نے) بوجھ ڈال دیا ہے، بعض ان میں سے اپنے آپ کو غازی اور مجاہد سمجھ کر بیت المال سے مال اڑانے کے عادی ہوگئے، اور بعض اپنے آپ کو علماء کی حیثیت سے خزانہ کا مستحق جانتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کو اپنے انعام و اکرام سے نوازنا اور ان کو بخشش اور صلہ دینا سرمایہ داروں کی عادت ہوتی ہے جیسے زاہد اور درباری شعراء۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو بدکاری کہنا مناسب ہے، ان کا مقصد صرف مال جمع کرنا اور اپنا پیٹ بھرنا ہوتا ہے، اس سے قطع نظر

---

[۱] جنگ انقلاب، تفسیر سورہ قتال صفحہ ۲۸ مطبوعہ بیت الحکمۃ لاہور

کہ معاشرہ کی ضرورت اور مصلحت ان سے پوری ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک جماعت دوسری جماعت کا مقابلہ کرتی ہے، اور پھر آپس میں ایک دوسرے کے لئے معاشی ناہمواری کا باعث بنتی ہے اور آخر میں یہ لوگ شہر اور معاشرہ پر بوجھ بن جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسان، تجار اور صنعت کار پر حکومت نے بھاری ٹیکس لگا رکھے ہیں اور ان کے وصول کرنے میں ان پر سختی اور تشدد روا رکھتی ہے جس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ حکومت کا وفادار طبقہ بھی ان ٹیکسوں کے بوجھ کے نیچے دبتا اور پیچھے ہٹتا جا رہا ہے اور دوسری طرف ایک اور فریق ہے اس نے اس ناجائز تشدد سے تنگ آ کر بغاوت کی راہ اختیار کی ہے بہرحال معاشرہ کی بھلائی اس میں ہے کہ کم ٹیکس لگایا جائے اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا خیال رکھا جائے۔" لے

لے وغالب سبب خراب البلدان فی هذا الزمان شیئان: احدهما تضییقهم علی بیت المال بان یعتادوا التکسب بالاخذ منه علی انهم من الغزاة او من العلماء الذین لهم حق فیه او من الذین جرت عادة الملوك بصلتهم کالزهاد والشعراء الخ

(حجة الله البالغة ج ۱ ص ۴۵ طبع مصر منیریة)

غلام مصطفیٰ قاسمی نے زاہد پریس حیدرآباد سے چھپوا کر
شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سے شائع کیا